قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابوسعید

Online Edition

جمعرات 24 جون 2021ء | 13 ذوالقعدہ 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ: 149

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اس دن کے خطرات سے اور ہولناک مواقع سے تم میں سے سب سے زیادہ محفوظ اور نجات یافتہ وہ شخص ہو گا جو دنیا میں مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہو گا۔ فرمایا کہ میرے لئے تو اللہ تعالیٰ کا اور اس کے فرشتوں کا درود ہی کافی تھا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ثواب پانے کا ایک موقع بخشا ہے کہ تم درود بھیجو۔

(تفسیر در منثور بحوالہ خطبہ جمعہ 5 ستمبر 2003ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

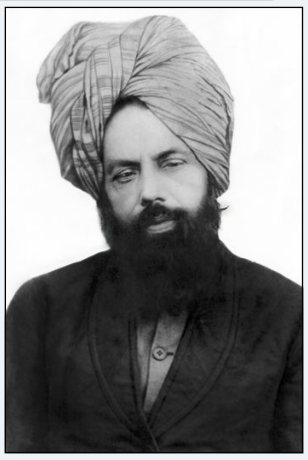

درود میں برکت اور حکمت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک مرید کو لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں اور جیسا کوئی اپنے پیارے کے لئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے برکت چاہیں اور بہت ہی تضرع سے چاہیں اور اس تضرع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو بلکہ چاہئے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی دوستی اور محبت ہو اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانگی جائیں کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں ...

...اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ کبھی ملول ہو اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں۔“

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 534-535 مکتوب بنام میر عباس علی شاہ مکتوب نمبر 18)

درود کی حکمت بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ:

”اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں لیکن اس میں ایک نہایت عمیق بھید ہے۔ جو شخص ذاتی محبت سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث علاقۂ ذاتی محبت کے اس شخص کے وجود کی ایک جزو ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فیضان حضرت احدیّت کے بے انتہا ہیں اس لئے درود بھیجنے والوں کو کہ جو ذاتی محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے برکت چاہتے ہیں بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے مگر بغیر روحانی جوش اور ذاتی محبت کے یہ فیضان بہت ہی کم ظاہر ہوتے ہیں۔“

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 535 مکتوب بنام میر عباس علی شاہ مکتوب نمبر 18)

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۷﴾

(الاحزاب: 57)

ترجمہ: یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی پر اپنی رحمتیں نازل فرما رہا ہے۔ اس کے فرشتے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دعائیں دے رہے ہیں، اس کے لئے رحمت مانگ رہے ہیں۔ پس جب یہ صورتحال ہے تو وہ لوگ جو مختلف حیلے اور ہتھکنڈے استعمال کر کے اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی کو روکنا یا کم کرنا چاہتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غلط الزامات لگاتے ہیں اور ہنسی اور ٹھٹھے کا نشانہ بنا کر سمجھتے ہیں کہ ہم کامیاب ہو جائیں گے وہ احمقوں کی جنت میں بستے ہیں۔ ان کی یہ سازشیں اور کوششیں اللہ تعالیٰ کے اس پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ جس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے اس کا حصول اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتا چلا جائے گا اور اس زمانے میں تو اس مقصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے عاشق صادق کو بھیج کر اسلام کی خوبصورت تعلیم کو پھیلانے کے نئے دروازے کھول دیئے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے اور ہر قوم کے لئے نبی بنا کر بھیجا ہے اس کی مدد کے سامان بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل سے خود فرما رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین نہ پہلے کبھی کامیاب ہو سکے، نہ اب کامیاب ہو سکتے ہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ اس لئے اس کی تو ایک حقیقی مسلمان کو فکر ہی نہیں ہونی چاہئے کہ اسلام کو یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو کوئی دنیاوی کوشش نقصان پہنچا سکتی ہے۔ ہاں جو کام اللہ تعالیٰ نے حقیقی مسلمان کے ذمّہ لگایا ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح وہ اور اس کے فرشتے اس نبی کے مقام کو اونچا کرنے کے لئے اس پر رحمت بھیج رہے ہیں تم اپنا فرض ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے پیارے، کامل، مکمل اور آخری نبی پر بیشمار درود اور سلام بھیجو۔ پس یہ فرض ہے جو ایک حقیقی مسلمان کا ہے۔ اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کو ترقی دیتے چلے جانے والوں میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی بات کے پیچھے چلتے ہوئے بیشمار درود اور سلام ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجیں۔

گزشتہ دنوں فرانس میں جو حالات ہوئے اور مسلمان بقیہ صفحہ 7 پر

اس شمارہ میں

- ناداں! ناحق کیوں گھبراتا ہے (منظوم)
- سورتوں کا تعارف
- حضرت ملک عطاء اللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- آؤ اُردو سیکھیں

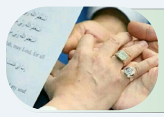

دربارِ خلافت

نومبائعین میں پاک اور روحانی تبدیلی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پھر امیر صاحب جماعت احمدیہ دہلی تحریر کرتے ہیں کہ محمد مرسلین صاحب 2008ء میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ بیعت کرنے کے تین دن بعد خواب میں دیکھا کہ آپ کسی پروگرام میں گئے ہیں اور وہاں ایک پرانی سی عمارت کے ایک کمرے میں چلے جاتے ہیں۔ اس کمرے میں دو لوگ اور بھی تھے جو اندھیرا ہونے کی وجہ سے پہچانے نہ جا سکے۔ یہ لکھتے ہیں امیر صاحب، کہ مرسلین صاحب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتے ہیں اور جب یہ دیکھتے ہیں کہ لوگ اور بھی ہیں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھُو چھُو کر دیکھتے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت کی انگلی چھت کی طرف اُٹھائی اور یوں لگا کہ پورا آسمان پھٹتا چلا گیا۔ اور یہ لکھتے ہیں کہ مجھے بہت خوبصورت اور دلکش نظارہ جس میں پھولوں کے باغات وغیرہ تھے نظر آنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر انگلی گھمائی اور یہ نظارہ بند ہو گیا۔ آپ کہتے ہیں کہ مَیں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں ممبئی جا رہا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ پنجاب کیوں نہیں جاتے؟ اس کے بعد کہتے ہیں میری آنکھ کھل گئی۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے یہ واقعہ قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کو جو اُن کے واقف تھے سنایا، اُنہوں نے کہا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے اس لئے ہم قادیان چلتے ہیں۔ تو قائد صاحب کے ساتھ یہ پہلی دفعہ قادیان گئے۔ وہاں دارالمسیح کی زیارت کی، لکھتے ہیں کہ جب مَیں بیت الریاضت میں کیا گیا تو مَیں نے اُس کمرے کو ویسا ہی پایا جیسا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اس سے میرے ایمان کو بہت تقویت ملی اور دل کو بہت سکون ملا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت میں بھی شامل ہوئے اور ایمان میں بھی ترقی کر رہے ہیں۔ ان نئے شامل ہونے والوں کو ایمان میں ترقی کے لئے اللہ تعالیٰ دعاؤں کی قبولیت کے نشانات بھی دکھاتا ہے۔ اس کے چند واقعے پیش کرتا ہوں جو ان دور دراز رہنے والے احمدیوں کے لئے بھی ازدیادِ ایمان کا باعث بنے ہیں اور ہمارے لئے بھی یقیناً بنیں گے۔

امیر صاحب برکینا فاسو بیان کرتے ہیں کہ سے تینگاغ (Seytenga) کے رہائشی اور ڈوری ریجن کے ریجنل زعیم انصاراللہ الحاج بُنتی (Bunty) چند ماہ قبل شدید بیمار ہو گئے اور جب اُنہیں ہسپتال لایا گیا تو مقامی ڈاکٹر نے ان کے گھر والوں کو بلا لیا اور کہا کہ اس مریض کا علاج بے سود ہے، یہ اب چند لمحوں کا مہمان ہے، اس لئے اُسے گھر لے جاؤ۔ اس پر ان کو واگاڈوگو (شہر کا نام ہے) جو وہاں کا کیپیٹل (Capital) ہے وہاں لایا گیا۔ یہاں کے سرکاری ہسپتال میں بھیجا گیا تو وہاں بھی ڈاکٹر نے علاج کرنے سے انکار کر دیا کہ مریض بس چند گھنٹوں کا مہمان ہے جس سے سب گھر والے مایوس ہو گئے۔ اس پر امیر صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے اُن سے کہا کہ یہ بات ناممکن ہے۔ ڈاکٹر صرف ظاہری کیفیت پر نظر رکھتے ہیں۔ زندگی تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ بھی خلیفۂ وقت کو خط لکھیں اور اسی روز انہوں نے خط لکھا اور مجھے بھی یہاں بھجوایا۔ اور پھر خود بھی سارے ان دعاؤں میں لگ گئے۔ تو کہتے ہیں کہ اس خط کے لکھنے کے بعد اور دعاؤں میں شدت پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ صحت واپس آنا شروع ہو گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے الحاج بُنتی صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحت یاب ہو گئے اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے سارے کام کر رہے ہیں۔ سب میٹنگز میں شامل ہوتے ہیں اور انصار اللہ کا کام بڑی مستعدی سے کر رہے ہیں۔ اس کے بالمقابل ایک اور گاؤں چلّے (Challe) کے ایک رہائشی کا نام بھی الحاج پنتی ہی تھا۔ وہ جماعت کا شدید مخالف تھا اور ہر وقت جماعت کے خلاف لوگوں کو اُکساتا رہتا تھا لیکن صحت کے لحاظ سے بہت اچھا تھا اور کوئی بیماری نہ تھی۔ ایک روز گاؤں میں لوگ احمدیہ ریڈیو پر جاری تبلیغ سُن رہے تھے کہ ان صاحب کا وہاں سے گزر ہوا۔ بہت شدید غصے میں آ کر اس نے جماعت کو گالیاں دینی شروع کر دیں اور کہا کہ یہ لوگ کافر ہیں ان کی تبلیغ نہ سنو۔ لوگوں نے کہا کہ آپ ان سے راضی نہیں تو نہ سہی مگر گالیاں تو نہ دیں، ان کی ہتک کرنا چھوڑ دیں۔ مگر اس نے کہا کہ وہ ایسا ہی کرتا رہے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ تو اُس رات مکمل صحت کی حالت میں وہ شخص سویا ہے تو اگلے دن اپنے بستر پر مردہ پایا گیا۔ رات کو نامعلوم کس وقت اُس کو کسی قسم کی بیماری کا حملہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اُس کو وفات دے دی۔

پورتونووو (Porto Novo) ریجن بینن کے معلم رائمی زکریا صاحب بتاتے ہیں کہ حفیسو صاحب نامی احمدی کا بچہ گم ہو گیا۔ اس پریشانی میں انہوں نے سارے علاقہ کی خاک چھان ماری۔ ریڈیو پر کئی دفعہ اعلانات بھی کرواتے رہے مگر بچہ نہ ملا۔ پریشانی اور بے بسی کی حالت میں اُن کا فون آیا کہ میرا انہیں خیال کہ بچہ ملے۔ معلم زکریا

بقیہ صفحہ 6 پر

ناداں! ناحق کیوں گھبراتا ہے

ناداں! ناحق کیوں گھبراتا ہے
یہ رستہ منزل کو جاتا ہے
بات بنائے سے نہیں بنتی ہے
دل جب آتا ہے آ جاتا ہے
مت مایوس ہو اس کی رحمت سے
وہ داتا تو سب کا داتا ہے
عہد نے جو تصویر بنائی ہے
اس کا ہم دونوں سے ناتا ہے
ہم سب اس کی کوکھ سے نکلے ہیں
یہ دھرتی تو دھرتی ماتا ہے
تُو گھبراتا ہے آئینے سے
آئینہ تجھ سے گھبراتا ہے
سب لمحے زندہ ہو جاتے ہیں
وہ لمحہ جب ملنے آتا ہے
ہم اس عہد کے اندر رہتے ہیں
تُو جس کی تفصیل بتاتا ہے
وہ مالک ہے اپنی مرضی کا
جب چاہے چہرہ دکھلاتا ہے
غربت میں اس گل کے تصور سے
خوشبو سے کمرہ بھر جاتا ہے
مضطرؔ بھی کتنا خوش قسمت ہے
غصّہ پیتا ہے، غم کھاتا ہے

چوہدری محمد علی مضطرؔ عارفی

اشکوں کے چراغ ایڈیشن 2011ء صفحہ 359

مترجم: ابو سلطان

سورتوں کا تعارف

سورۃ الانفطار (82 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 20 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003ء

تعارفی کلمات

یہ سورۃ اپنی سابقہ سورۃ (التکویر) سے ساخت اور مضامین میں اس قدر مشابہ ہے کہ گویا اس کا حصہ ہی ہے، مگر نام الگ ہے۔ یہ قرآن کریم کی خصوصیت ہے کہ کسی خاص حصہ کی اہمیت کے پیش نظر یہ کسی سورۃ کے خاص حصہ کو لیتا ہے اور ان میں مذکور مضمون کی اہمیت کے باعث اس کو الگ الگ سورتوں کی شکل میں بیان کرتا ہے۔ کیونکہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی صورت میں ان کا حافظہ میں رہنا آسان ہے اور یوں ان حصوں کو الگ نام اور شناخت عطا کر دیتا ہے۔ یہ سورۃ خاص طور پر ان حالات کا بیان کرتی ہے جو آئندہ زمانہ میں پیش آنے والے تھے خاص طور پر جب عیسائی عقائد اور طرز حیات نے غیر عیسائی دنیا کے ضابطہ حیات اور خیالات کو بری طرح متاثر کرنا تھا، خاص طور پر مسلمانوں کو۔ اس سورۃ میں مذکور جملہ پیشگوئیاں ظاہری طور پر پوری ہوئیں۔ یہ سورۃ مکہ کے ابتدائی سالوں میں، اپنی سابقہ سورۃ (التکویر) کے ساتھ ہی نازل ہوئی۔

سورۃ المطففین (83 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 37 آیات ہیں)

وقت نزول اور سیاق و سباق

اس سورۃ کا آغاز لوگوں کو کم تول دینے اور دھوکہ دہی کی سخت مذمت کے ساتھ ہوا ہے۔ علماء کی رائے کے مطابق یہ ابتدائی مکی دور کی ہے۔ نوڈلکے اور میور نے اس سورۃ کا وقت نزول نبوت کے چوتھے سال میں بیان کیا ہے۔ سابقہ سورۃ (الانفطار) کے اختتام پر کفار کو یہ تنبیہ کی گئی تھی کہ انہیں اپنے اعمال پر جواب دہ ہونا پڑے گا اور اپنے روحانی نقصان کی خود تلافی کرنی ہوگی اور کسی دوسرے کی قربانی یا شفاعت قیامت کے دن ان کے کسی کام نہیں آئے گی۔ سابقہ سورۃ (الانفطار) میں انسان کے خدا سے تعلق کو بیان کیا گیا ہے موجودہ سورۃ میں انسان کی حقوق العباد کی ادائیگی پر زور دیا گیا ہے۔ خاص طور پر ایسی طاقتور قوموں کا ذکر ہے جو کمزور اور ترقی پذیر قوموں سے ظالمانہ سلوک روا رکھتی ہیں یہاں تک کہ ان سے آزادئ عمل بھی چھین لیتی ہیں۔ اس سورۃ کا اختتام ظالم اور نا انصاف لوگوں کو ایسی پر زور تنبیہ پر ہوا ہے کہ وہ ہرگز سزا سے بچ نہیں سکیں گے۔ حساب کتاب کا دن اپنی ہیبت اور شدت کے ساتھ ان کے انتظار میں ہے۔

سورۃ الانشقاق (84 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 26 آیات ہیں)

وقت نزول اور سیاق و سباق

سابقہ تین سورتوں (التکویر، الانفطار اور المطففین) کی طرح موجودہ سورۃ بھی ابتدائی مکی دور کی ہے۔ یہ چاروں سورتیں اپنی ساخت، ترنم اور مضامین میں ایک دوسرے سے بہت زیادہ مشابہت رکھتی ہیں۔ نوڈلکے اور میور نے اس سورۃ کے ابتدائی مکی دور کے ہونے کے حوالہ سے مسلمان محققین سے اتفاق کیا ہے۔ دراصل یہ سورۃ گزشتہ تین سورتوں کے مضامین کے تسلسل کو مکمل کرتی ہے۔

سابقہ سورۃ (المطففین) کے اختتام پر کفار کو پر زور تنبیہ کی گئی تھی کہ ان کی طاقت زائل ہو جائے گی اور شان و شوکت جاتی رہے گی۔ موجودہ سورۃ میں بتایا گیا ہے کہ کفر کی جگہ ایمان لے لے گا اور زوال اور شکستہ حال نظام کی باقیات سے ایک نیا، قوی اور تند و تیز نظام ابھرے گا۔ اس سورۃ میں سورۃ الانفطار کے مضمون کو جاری رکھا گیا ہے جبکہ درمیانی سورۃ المطففین بھی اسی کی مزید تفصیل ہے۔ سورۃ الانفطار اس مضمون سے شروع ہوئی تھی کہ جب آسمان کی کھال اتار دی جائے گی اور موجودہ سورۃ بھی اس سے ملتے جلتے محاورہ سے شروع ہوتی ہے یعنی جب آسمان پھٹ جائے گا۔ سورۃ الانفطار میں آسمان کی کھال اتارے جانے سے مراد عیسائیت کے (باطل) عقائد کا عیاں ہونا مراد ہے جبکہ موجودہ سورۃ میں آسمان کے پھٹ جانے سے مراد آسمانی وحی کا نزول ہے اور روحانی علوم کا ظاہر ہونا اور پھیلنا ہے۔ یوں سابقہ تین سورتوں کے ساتھ موجودہ سورۃ ایک ایسا تسلسل پیدا کرتی ہے جو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے مضمون کو بیان کرتا ہے، آئندہ آنے والے زمانے میں اور گزشتہ دور کے گناہ اور زیادتیوں کا بھی ذکر ہے۔ یہ سورۃ خاص طور پر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے مضمون کو بیان کرتی ہے جبکہ سابقہ سورتیں خاص طور پر عیسائیت کی خرابیوں اور بداخلاقیوں کا ذکر کرتی ہیں۔

سورۃ البروج (85 ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 23 آیات ہیں)

وقت نزول اور سیاق و سباق

یہ سورۃ مکہ میں نبوت کے ابتدائی سالوں میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ کا اپنی سابقہ سورۃ (الانشقاق) سے تعلق کا اظہار یوں کیا گیا ہے کہ وہاں پورے چاند کو بطور گواہ کے پکارا گیا ہے اور موجودہ سورۃ میں ستاروں کے جھرمٹ اور موعود دن کو بطور گواہ کے پکارا گیا ہے اور موجودہ سورۃ میں ستاروں کے جھرمٹ اور موعود دن کو گواہ پکارا گیا ہے۔ بروج یا ستاروں کے جھرمٹ ممکنہ طور پر بارہ مجددین کی طرف اشارہ کرتے ہیں جن میں ہر ایک ہجری صدی کے سر پر ظاہر ہوا جبکہ موعود دن چودھویں صدی ہجری کو ظاہر کرتا ہے۔ اس سورۃ میں مسیح موعود کو ماننے والوں پر روا رکھی جانے والے ظلم و تعدی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور یہ سورۃ اس بیان پر ختم ہوتی ہے کہ اس (مسیح موعود) کے زمانہ میں قرآن کریم کی سالمیت کو بطور الٰہی صحیفہ، خاص طور پر عیسائی مصنفین کے ہاتھوں نشانہ بنایا جائے گا، اس لئے مسیح موعود اپنی جملہ طاقتیں اور قوتیں ان حملوں کو رفع کرنے میں صرف کرے گا تاکہ قرآن کریم کی عصمت کی حفاظت کرے اور اس الٰہی صحیفہ کا ناقابلِ تحریف ہونا ثابت کرے۔

آج کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ نُّشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَّعْلَمُهٗ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُ

(مسند احمد)

ترجمہ: اے اللہ! ہم اس بات سے تیری پناہ میں آتے ہیں کہ کسی کو جانتے بوجھتے ہوئے تیرے ساتھ شریک ٹھہرائیں۔ اور لاعلمی میں ایسا کرنے سے ہم تجھ سے بخشش کے طلب گار ہیں۔

یہ سید و مولیٰ پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی شرک سے بچنے کی دعا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

شرک سے بچو۔ یہ چیونٹی کے نقش پا سے بھی باریک تر ہے۔

صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم کیسے بچیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دعا (مندرجہ بالا) پڑھا کرو۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

مبارز احمد ربّانی۔ یوکے

حضرت ملک عطاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے اخبار الفضل کو یہ سعادت عطا کی ہے کہ صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالاتِ زندگی کو ہمیشہ ہمیش کے لئے محفوظ کر دیا ہے جن کو پڑھنے سے ایک عام آدمی صحابہؓ کی شخصیت کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ خاکسار آج جس صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکرِ خیر کرنا چاہتا ہے وہ حضرت ملک عطاء اللہ صاحبؓ آف گجرات ہیں۔ آپؓ خاکسار کے پڑدادا جان تھے۔ آپؓ کے بارے میں جو روایات خاکسار نے سن کر اکٹھی کی ہیں وہ زیادہ تر آپؓ کی بیٹی مرحومہ امۃ الحیٔ صاحبہ نے بیان کی ہیں۔ خاکسار کو ان کے ساتھ کافی وقت گزارنے کا موقع ملا۔ میری دلچسپی لینے اور بار بار پوچھنے پر آپ نے اپنے اباجی حضرت ملک عطاء اللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کے مختلف واقعات میرے ساتھ شیئر کیے۔ باقی کی روایات آپؓ کی اہلیہ مرحومہ امّ سلمٰی صاحبہ اور آپؓ کے بڑے بیٹے ملک بشارت ربّانی صاحب مرحوم نے میرے والدِ محترم ملک عابد ربّانی صاحب سے بیان کی ہیں۔

خاندانی پس منظر

حضرت ملک عطاء اللہ صاحبؓ کا تعلق ایک بہت پرانے ہندو خاندان سے تھا جن کا سلسلہ نسب ایک معروف ہندو دیوی سے جاملتا ہے۔ آپؓ کے خاندان کی تاریخ ۷۰۰ سال پرانی ہے۔ پہلا مسلمان شخص جو جدِ امجد کہلایا ٹھاکر لکھشمن سنگھ تھا جو کہ اپنے وقت کا ایک بہت بڑا پنڈت اور مغل بادشاہ جہانگیر کا ایک درباری تھا۔ بادشاہ کے بار بار اصرار پر ٹھاکر لکھشمن سنگھ مسلمان ہو گیا۔ اسی خوشی میں بادشاہ نے اس کا نام فتح محمد رکھا اور سرینگر کے قریب شوپیاں کا علاقہ جس پر بادشاہ نے قبضہ کر رکھا تھا اس خوشی میں اس کو واپس کر دیا۔ جہانگیر سے لے کر مغلیہ دور کے زوال کے ساتھ ساتھ آپ کے خاندان کی طاقت بھی زوال پذیر ہوئی۔ ملک اعظم صاحب اس خاندان کے ایک بہادر اور دانش مند چشم و چراغ تھے۔ کشمیر کے مسلمان ڈوگرا راج سے مذہبی آزادی نہ ملنے کی وجہ سے بے حد تنگ تھے چنانچہ ملک اعظم صاحب نے مہاراجہ کشمیر کی حکومت کو ہٹانے کا ارادہ باندھا۔ مہاراجہ کشمیر نے خبر ملنے پر آپ کو گرفتار کرنے کے لئے فوج بھیجی۔ آپ کو وقت پر اطلاع مل گئی۔ چونکہ مقابلہ کی تیاری نامکمل تھی اس لئے آپ نے جلدی وہاں سے نقل مکانی کی اور سرینگر جموں کے راستے سیالکوٹ اور پھر گجرات شہر پہنچے۔ گجرات میں چونکہ آپ کی جاگیر تھی اور رشتے دار آباد تھے اس لئے آپ بھی اپنے بیوی بچوں کے ساتھ گجرات میں آباد ہو گئے۔

ولادت

حضرت ملک عطاء اللہ صاحبؓ کے والد صاحب کا نام ملک محمد رمضان تھا جو کہ ملک اعظم صاحب کے چھوٹے بیٹے تھے۔ آپؓ کے والدین کے گھر جو بھی بیٹے پیدا ہوتے تھے وہ بچپن میں ہی وفات پا جاتے تھے۔ آخری بیٹا بھی 19 سال کی عمر میں سانپ کے ڈسنے سے فوت ہوا۔ والدین بوڑھے ہو چکے تھے۔ ایک روز آپؓ کے آبائی علاقے سے ایک بزرگ نے آپؓ

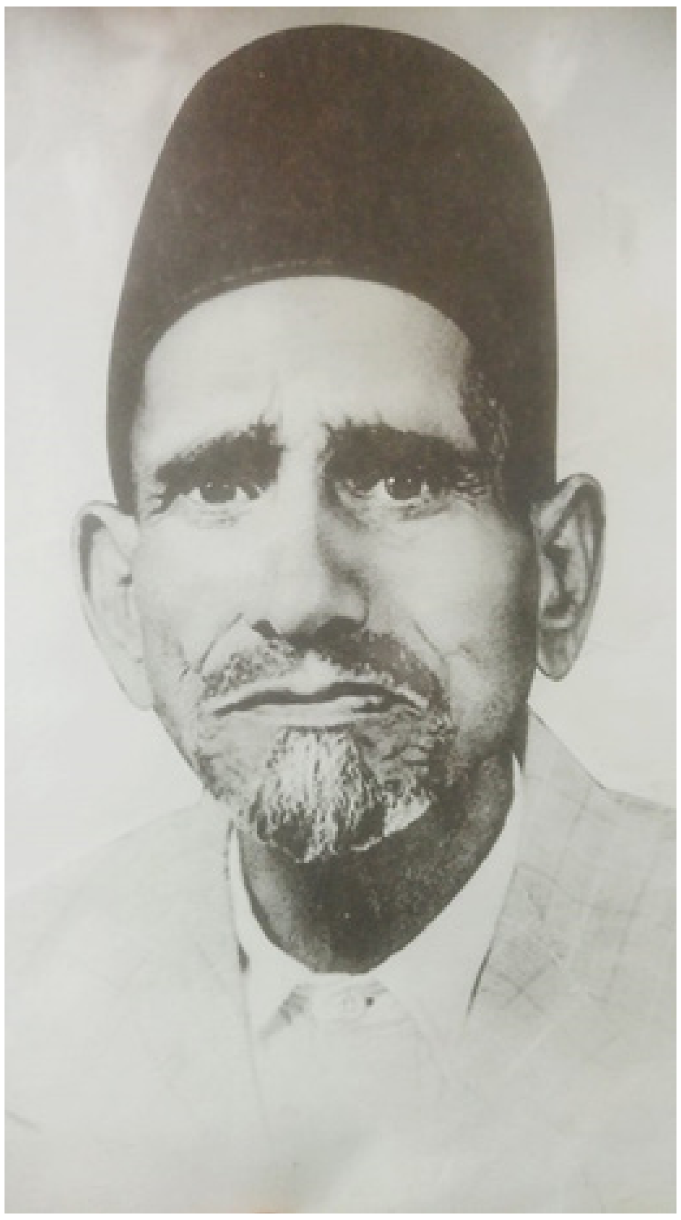

حضرت ملک عطاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے والدین کے پاس قیام کیا۔ رات اس بزرگ نے رونے کی آوازیں سنیں تو صبح ہونے پر رونے کی وجہ دریافت کی۔ ان کو بتایا گیا کہ ان کے سب بیٹے فوت ہو گئے ہیں اور ماں ان کو یاد کر کے روتی رہتی ہے۔ اس بزرگ نے ان کو کچھ کھانے کو دیا اور ساتھ دعا بھی کی۔ جس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت ملک عطاء اللہ صاحبؓ کی 1882ء میں گجرات میں ولادت ہوئی۔

قبولیتِ احمدیت

آپؓ کے تایا اور چچا دینی علم رکھنے کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم بھی رکھتے تھے۔ حکومتِ وقت بھی آپ کے مشوروں سے فیض یاب ہوا کرتی تھی۔ تایا حافظِ قرآن تھے اور گجرات شہر میں ان کی اپنی مسجد تھی۔ زیادہ وقت مسجد میں گزارتے اور عربی زبان میں گفتگو کرتے تھے۔ حضرت ملک عطاء اللہ صاحبؓ کے چچا زاد بھائی کی شادی حضرت مولوی عبد الکریم سیالکوٹی صاحبؓ کی چچازاد بہن عائشہ کے ساتھ ہوئی تھی۔ جب وہ بیاہ کر آئی تو لوگوں کو احمدیت کی تبلیغ کیا کرتی تھی۔ آپؓ کو بھی اکثر تحریک کرتی اور اپنے دلائل سے آپؓ کو لاجواب کر دیتی۔ آخر آپؓ اپنے تایا جی جنہوں نے آپؓ کو والدین کی وفات کے بعد اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا کے پاس مسجد گئے۔ سلام دعا کے بعد بتایا کہ لڑکی کے دلائل نے پریشان کر دیا ہے۔ پھر آپؓ نے ان سے پوچھا: کیا مرزا صاحب سچے ہیں؟ کافی دیر جواب نہ ملنے پر آپؓ جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: تایا جی پھر میرا گناہ آپ کے ذمے۔ پیچھے سے آواز آئی: عطاء اللہ، اگر خدا کا کلام اور حدیثیں سچی ہیں تو مرزا صاحب سچے ہیں۔ آپؓ نے دوبارہ عرض کیا تو پھر آپ ایمان کیوں نہیں لاتے؟ تایا جی نے خاموشی اختیار کر لی اور اپنا سر اپنے گھٹنوں میں دے دیا۔ آپؓ اپنے چچازاد بھائی کے گھر گئے اس کی بیوی عائشہ نے آپؓ کو اور اپنے شوہر کو بیعت کے لئے دو پوسٹ کارڈ دیئے۔ آپؓ نے بیعت کا خط لکھا اور پوسٹ کر دیا۔ جواب میں حضرت مولوی عبد الکریم سیالکوٹی صاحبؓ کا خط موصول ہوا فرمایا: حضورؑ آپ کی بیعت قبول کرتے ہیں اور میں بہت خوش ہوا ہوں۔ حضرت ملک عطاء اللہ صاحبؓ نے بتایا کہ اس کے بعد آپؓ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ بیعت کے وقت آپؓ کی عمر تقریباً 18 سال تھی۔ آپؓ کے علاوہ آپؓ کی دو بہنیں تھیں مگر احمدیت صرف آپؓ نے قبول کی تھی۔

مخالفت کا آغاز اور ثابت قدمی

حضرت ملک عطاء اللہ صاحبؓ کے بیعت کرنے کا علم جب خاندان اور گلی محلے کو ہوا تو آپؓ کو شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ آپؓ ان دنوں لاہور میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں زیرِ تعلیم تھے۔ چونکہ آپؓ اپنے تایا جی کے پاس رہائش پذیر تھے انھوں نے آپؓ کو احمدیت قبول کرنے کے جرم میں گھر سے نکال دیا اور تمام اخراجات بھی بند کر دیئے۔ اس وجہ سے آپؓ اپنی تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔ آپؓ مساجد میں سو جاتے، گلیوں میں پھرتے رہتے اور حضرت صاحبؑ کی نظمیں پڑھتے رہتے۔ روٹی مل جاتی تو کھا لیتے ورنہ بھوکے رہتے۔ حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ جب بھی آپؓ سے ملتے تو آپؓ کو یہی کہتے کہ مخالفت سے گھبرانا نہیں۔ جب تعلیم چھوٹ گئی تو آپؓ نے فوج میں ملازمت اختیار کر لی۔

ایک دفعہ آپؓ گجرات شہر کی بڑی مسجد کے پاس کھڑے تھے۔ اس علاقے میں آپؓ کے کشمیری رشتے دار بھی آباد تھے۔ اتنے میں ایک بچی جس کے ہاتھ میں ایک مرغی اور چھری تھی آپؓ کے قریب آ کر کھڑی ہوئی۔ آپؓ نے پوچھا کیا بات ہے؟ کہنے لگی کہ مسجد کے مولوی صاحب سے مرغی ذبح کروانی ہے۔ آپؓ نے فرمایا وہ تو باہر گئے ہیں لاؤ میں ذبح کر دیتا ہوں۔ وہ ذبح کروا کر لے گئی اور گھر جا کر بتایا کہ مولوی صاحب نہیں ملے مگر تایا ملک محمد رمضان کے بیٹے عطاء اللہ نے مرغی ذبح کر دی ہے۔ یہ سنتے ہی اس لڑکی کے گھر سے ایک شخص نے آ کر آپؓ کو مارنا شروع کر دیا اور کہا کہ تم نے ہماری مرغی حرام کر دی ہے۔ اتنے میں آپؓ کے ماموں زاد بھائی کو خبر ہوئی تو وہ بھاگے بھاگے آئے۔ حملہ آور کو خوب مارا اور پھر آپؓ سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم فکر نہ کرو، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ بے شک ہم تم سے ناراض ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ لوگ تمہیں ماریں۔ اس واقعہ کے بعد آپؓ کے تعلقات اپنے کچھ رشتہ داروں کے ساتھ پہلے سے بہتر ہو گئے۔

صوم و صلوٰۃ کی پابندی

حضرت ملک عطاء اللہ صاحبؓ ایک درویش صفت اور دعا گو انسان تھے۔ آپؓ پنج وقت نماز اور تہجد باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔ بعض اوقات جب آپؓ گھر سے باہر ہوتے اور نماز کا وقت ہوتا تو مسجد قریب نہ ہونے پر ایک طرف ہو جاتے اور جیب میں جو بھی کاغذ یا رومال ہوتا باہر نکالتے اس سے زمین صاف کر کے نماز ادا کر لیا کرتے تھے۔ گھر میں باجماعت نماز ادا کرتے تھے۔ بعض اوقات اتنی لمبی نماز ادا کرتے کہ بعد میں آپؓ کی

اہلیہ آپؓ کو کہتی: خدا کے بندے، اتنی لمبی رکعت میں تو گر میں جاؤں گی۔ تو آپؓ فرماتے: تو کیا کروں؟ دعائیں نہ کروں تو کیا کروں؟ نمازِ تہجد کے بعد تلاوت قرانِ کریم کرنا آپؓ کا معمول تھا۔ دورانِ ملازمت ایک بار کسی مولوی صاحب نے آپؓ کو قرانِ کریم پڑھتے سنا۔ تلاوت مکمل ہونے پر مولوی صاحب نے تعریف کرتے ہوئے کہا آپ تو ایسے تلاوت کرتے ہیں جیسے کہ قادیانیوں کے مولوی عبد الکریم سیالکوٹی کرتے تھے۔ آپؓ بلند آواز سے تلاوت کیا کرتے تھے حتّٰی کہ پڑوسی بھی غور سے سنا کرتے اور بعض عورتیں دیواروں سے کان لگا کر تلاوت سنتی تھیں۔ لوگ آپؓ سے مختلف دعائیں سیکھتے تھے۔ آپؓ انھیں نماز پڑھنے اور وضو کرنے کا طریقہ بھی سیکھاتے۔ آپؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا گہرا مطالعہ کیا کرتے تھے یہاں تک کہ بعض کتب کے آدھے آدھے ورق زبانی یاد ہو گئے تھے۔

ایک عجیب واقعہ

شیطان ہمیشہ خدا تعالیٰ کے بندوں کو اس کی عبادت کرنے سے روکنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے مگر وہ اس کے نیک بندوں پر کبھی غالب نہیں آ سکتا۔ ایک دفعہ آپؓ پشاور کے کسی ویران علاقے سے گزر رہے تھے اور دور تک کوئی آبادی نہ تھی۔ نمازِ عصر کا وقت ختم ہونے کو تھا۔ کچھ فاصلے پر ایک ویران مسجد نظر آئی۔ آپؓ نے پاس آکر مسجد کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز آئی۔ کون ہے؟ آپؓ نے فرمایا دروازہ کھولو میری نماز کا وقت نکل رہا ہے۔ پھر آواز آئی۔ نماز کا وقت نکل گیا ہے۔ آپؓ نے بلند آواز سے کہا۔ دروازہ کھولو اور دروازہ کھل گیا۔ مسجد میں داخل ہو کر جب وضو والی جگہ پہنچے تو دیکھا پانی نہیں تھا۔ آپؓ فورًا مسجد کے اندر موجود کنوئیں کے پاس گئے اور بوکے (بالٹی) میں پانی بھر کر اس جگہ ڈالا جہاں سے پانی آتا تھا۔ پھر آپؓ جلدی سے وضو والی جگہ پر آئے۔ دیکھا کہ ٹونٹیوں کے منہ سے لکڑی کے ڈاٹ اترے ہوئے تھے اور پانی سارا بہہ گیا ہوا تھا۔ آپؓ سمجھے کہ ڈاٹ پہلے سے اترے ہوئے تھے جلدی میں شائد بند کرنا بھول گیا ہوں۔ دوبارہ کنوئیں کے پاس گئے اور پھر دوبارہ پانی بھر کر ڈالا۔ واپس آئے تو دیکھا کہ لکڑی کے ڈاٹ پھر اترے ہوئے تھے۔ اس پر آپؓ نے کہا۔ یہ کون شرارت کر رہا ہے؟ میری نماز کا وقت نکل رہا ہے۔ پھر تیسری بار آپؓ نے پانی بھر کر ڈالا۔ واپس آئے تو ٹونٹیوں کے منہ بند تھے۔ آپؓ نے وضو کیا اور نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ جب نماز پڑھنی شروع کی تو دیکھا کہ ساتھ ایک چھوٹا بچہ کھڑا ہے۔ کبھی وہ سامنے کھڑا ہو جاتا، کبھی کندھوں پر بیٹھ جاتا اور کبھی سجدے میں پیٹھ پر سوار ہو جاتا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کا قد بڑھنے لگا حتیٰ کہ وہ چھت کے برابر ہو گیا اور ایک دم غائب ہو گیا۔

(معلوم ہوتا ہے کہ غالباً یہ کوئی کشفی واقعہ تھا) نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپؓ نے فرمایا۔ لو شیطان میں نے اپنی نماز ادا کر لی ہے اب تم جو چاہو کرو۔ پھر آپؓ مسجد سے باہر نکل گئے۔

جرأت اور بہادری کا واقعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں میں بھی ایسی جرأت اور ہمت پیدا ہوئی کہ بڑے بڑے عالم بھی ان کا سامنا کرنے سے گھبراتے تھے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری احراری جماعت کے بانیوں میں سے ایک تھا اور جماعتِ احمدیہ کے سخت مخالفین میں سے تھا۔ ایک زمانے میں وہ گجرات شہر میں اسی محلہ میں رہتا تھا جس میں آپؓ رہائش پذیر تھے۔ ایک روز آپؓ کے بڑے بیٹے جو ابھی چھوٹے تھے گھر سے باہر نکلے تو سامنے سے عطاء اللہ شاہ بخاری آ رہا تھا، دیکھتے ہی مخالفت کی بنا پر آپ کو مارنے لگ گیا۔ آپ کی بہن نے گھر کی چھت سے اسے مارتے دیکھا تو شور مچا دیا جس پر وہ بھاگ گیا۔ شام کو جب آپؓ گھر آئے تو اہلیہ نے سارا ماجرا سنایا۔ آپؓ نے اپنا کوٹ اتارا اور گھر سے باہر نکل گئے۔ عطاء اللہ شاہ بخاری کے گھر کے سامنے جا کر بلند آواز سے پکارا۔ نیچے اترو۔ بچوں کو مارتے ہو آؤ تمہیں بتاؤں بچوں کو کیسے مارتے ہیں۔ تمہارا نام بھی عطاء اللہ ہے اور میرا نام بھی عطاء اللہ ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو؟ میں کشمیری ہوں تمہاری طرح بناوٹی سید نہیں ہوں۔ شور مچ گیا اور لوگ اکٹھے ہو گئے۔ اس نے گھر کے اندر سے کنڈی لگا لی تھی اور ڈر کر گھر سے باہر نہ نکلا۔

جماعتی خدمات اور تبلیغ

آپؓ کو جماعتِ احمدیہ گجرات میں مختلف شعبہ جات میں خدمات بجا لانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپؓ ضلع گجرات کے نائب و قائمقام امیر جماعت احمدیہ بھی مقرر ہوئے۔ پشاور میں دورانِ ملازمت آپؓ نے بطور سیکرٹری تبلیغ و نشر و اشاعت کے کام کرنے کی توفیق پائی۔ رسالہ وفاتِ مسیح ناصری اور رسالہ ''راہِ نجات'' تصنیف کیا۔ آپؓ میدانِ تبلیغ میں بھی سرگرم رہتے تھے۔ جہاں جہاں موقع ملتا لوگوں کو بڑے جوش اور واضح دلائل کے ساتھ احمدیت کی تبلیغ کرتے۔ آپؓ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک مشہور شاعر تھے۔ پنجابی، اردو اور فارسی میں شاعری کرتے تھے۔ تبلیغ کے بارے میں آپؓ کے جوش و جذبہ کا اندازہ ان اشعار سے لگایا جا سکتا ہے جس کا اظہار آپؓ نے اپنی ایک نظم جس کا عنوان ''احمدی بچوں کا گیت'' میں کیا ہے۔ اس نظم کا پہلا مصرع ''میں چھوٹا سا بچہ ہوں گو دیکھنے میں'' ہے اور باقی چند اشعار کچھ اس طرح ہیں:

میری زندگی وقف راہ میں خدا کی
شمع لے کر ہاتھوں میں راہِ ہدیٰ کی
جلائی ہوئی ہے جو کہ ہے مصطفٰے کی
میں دنیا اندھیری کو روشن کروں گا
میں دن رات تبلیغ دیں کی کروں گا
کہیں خط لکھوں گا کہیں دوں گا لکچر
کہیں پر نمائش کروں گا میں پکچر
دلائل مسیحؑ کی صداقت کے دے کر
میں اسطرح خاموش سب کو کروں گا
میں دن رات تبلیغ دیں کی کروں گا

شادی اور سسرال سے حُسنِ سلوک

چونکہ آپؓ کے والدین بوڑھے ہو چکے تھے اور ان کے تمام بیٹے بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے وہ آپؓ کی شادی کی خوشی اپنی زندگی میں دیکھنا چاہتے تھے۔ اس لئے آپ کے والدین نے آپ کی شادی بچپن میں ہی کر دی۔ جس لڑکی کے ساتھ شادی ہوئی اس کی عمر ۱۸، ۱۹ سال تھی۔ جب آپؓ بڑے ہوئے تو لڑکی کی درخواست پر آپؓ نے اسے طلاق دے دی۔ آپؓ کی دوسری شادی محترمہ امّ سلمیٰ صاحبہ بنت حضرت مرزا امیر الدین صاحبؓ آف گجرات سے ہوئی۔ ایک روز محترمہ امّ سلمیٰ صاحبہ کی والدہ ریشم بی بی نے اپنے شوہر حضرت مرزا امیر الدین صاحبؓ سے پوچھا کہ میری بیٹی امّ سلمیٰ تو اتنی خوبصورت ہے۔ آپ نے اس کا رشتہ عطاء اللہ سے طے کرتے وقت کیا دیکھا؟ انھوں نے جواب دیا۔ میں نے دیکھا کہ عطاء اللہ جب چلتا ہے تو اپنی آنکھیں نیچے رکھتا ہے یعنی میں نے اس کی شرافت دیکھی ہے۔ ایک بار آپؓ کے سُسر حضرت مرزا امیر الدین صاحبؓ کو اپنڈکس کی تکلیف شروع ہو گئی۔ اس سلسلے میں آپؓ نے اپنے بیٹے کو خط لکھا مگر ان کے آنے میں کچھ تاخیر تھی۔ اس دوران درد نے شدت اختیار کر لی۔ آپؓ کی بیٹی امّ سلمیٰ صاحبہ کو اپنے والد کی طبیعت کے بارے میں علم ہوا تو انھوں نے فورًا اپنے شوہر حضرت ملک عطاء اللہ صاحبؓ سے پوچھا کہ اگر آپؓ اجازت دیں تو میں آپریشن کے پیسے دے دوں۔ آپؓ نے کہا۔ مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہو؟ فورًا اپریشن کرواؤ۔ میں نے تو اپنے ماں باپ کو دیکھا ہی نہیں۔ یہ ہی میرے باپ ہیں اور ریشم بی بی میری ماں ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپریشن کامیاب رہا۔

ایمانداری اور خدمتِ خلق

حضرت ملک عطاء اللہ صاحبؓ اپنے آباؤ اجداد کی طرح بہت سخی تھے۔ اپنے پرائے سب ہی آپؓ کی شفقت سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ ایک بار خاندان کی ایک عورت کو پیسوں کی سخت ضرورت تھی۔ وہ آپؓ کے پاس آئی اور مدد کی درخواست کی۔ آپؓ نے ایک زمین کا ٹکڑا اسے دے دیا اور کہا کہ جاؤ جا کر بیچ دو۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا اور رقم لے کر خوشی خوشی چلی گئی۔ آپؓ کی اہلیہ آپؓ سے کہا کرتی تھیں کہ لوگوں کو اتنا پیسہ نہ دیا کریں آپؓ کے بھی چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ان کا بھی خیال کیا کریں۔ آپؓ فرماتے۔ سلمیٰ! اس کام سے مجھے نہ ٹوکا کرو۔ محلے کی عورتیں بعض اوقات سودا سلف لانے کے لئے آپؓ کے پاس آتیں تو آپؓ اپنے بچوں کو ان کی مدد کرنے کے لئے بازار بھیجتے اور ان کی ضرورت پوری کرتے۔ جب آپؓ فوج میں ملازم تھے تو آپؓ کا انگریز افسر کلنٹن آپؓ کی ایمانداری اور قابلیت کی وجہ سے آپؓ کی بہت عزّت کرتا تھا۔ فوج میں راشن کی تقسیم مفت ہوتی تھی۔

آپؓ اپنے حصہ کا اتنا ہی راشن تول کر لیتے جتنا بنتا تھا۔ آپؓ کا افسر حیرانگی سے تولتے ہوئے دیکھ رہا ہوتا اور کہتا۔ عطاء اللہ، یہ کیا کر رہے ہو؟ سب کچھ اپنے بچوں کے لئے لے جاؤ۔ آپؓ اسے کہتے: میں نے اپنی کمائی سے کھانا ہے۔ اور جو راشن آپؓ کے حصہ کے علاوہ ہوتا وہ غریبوں میں تقسیم کر دیتے۔ انگریز افسر کلنٹن پر آپؓ کی ایمانداری کا اتنا اثر تھا کہ بعض اوقات آپؓ کو اپنی خوشی سے اپنی جیپ استعمال کے لئے دے دیتا۔

آپ کے چھوٹے بیٹے ڈاکٹر ملک محبوب ربّانی صاحب اخبار الفضل میں تحریر کرتے ہیں کہ انگریز افسر نے آپؓ کے بارے میں اپنی رپورٹ میں تحریر کیا کہ میرے سارے عملے میں عطاء اللہ جیسا قابل شخص کوئی نہیں اور آپ کا نام خان بہادر کے خطاب کے لئے بھیج چکا ہوں۔ بعد ازاں آپؓ کو قلّات میں وزارت اور ایران میں نائب سفیر کی پیش کش بھی ہوئی مگر آپؓ نے قبول نہ کی۔

(الفضل 5 فروری 1958ء ص5)

جائیداد سے دست برداری اور مقدمات میں کامیابی

گجرات شہر میں آپؓ کی وسیع خاندانی جاگیر موجود تھی جس میں اراضی، مکانات، دوکانیں، مسجد اور قلعہ کا ایک حصّہ بھی شامل تھا۔ آپؓ کی

عمر چھوٹی ہونے کی وجہ سے آپؓ کے حصّہ کی جائیداد اور خاندانی خزانہ کی حفاظت آپؓ کی بڑی بہن فاطمہ بی بی کرتی تھیں لیکن آپ کے کچھ رشتے دار آپؓ کی جائیداد پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ اس غرض سے انھوں نے آپؓ کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا۔ اس منصوبے کا علم آپؓ کی ایک پھوپھی کو ہوگیا اور انھوں نے آپؓ کو اُن کے ناپاک ارادوں سے وقت پر بچا لیا۔ دنیا سے بے رغبت ہونے کی وجہ سے اور فساد سے بچنے کے لئے آپؓ نے اپنی تقریباً تمام جائیداد رشتے داروں کے نام کر دی۔ فاطمہ بی بی کی وفات پر آپؓ کی غیر موجودگی میں آپؓ کی چھوٹی بہن بیگم بی بی اور بہنوئی نے آپؓ کے جعلی انگوٹھوں کے نشان لگا کر باقی کی جائیداد اور دفن شدہ خزانہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر مقدموں کا سلسلہ شروع ہوا جس پر ذاتی جمع کردہ سرمایہ بھی خرچ ہوگیا۔ اس مقدے بازی میں دس بارہ سال کا عرصہ بیت گیا۔ اسی دوران آپؓ کو بیماری کی بنا پر فوج کی نوکری چھوڑنی پڑی اور پنشن بھی نہ لگ سکی جس کی وجہ سے مالی حالات مزید خراب ہوگئے۔ چونکہ شروع سے ہی آپؓ کا رجحان روحانیت کی طرف تھا ان حالات نے آپؓ کی طبیعت کو زیادہ دعاؤں کی طرف مائل کر دیا۔ آخر کار انگوٹھے جعلی ثابت ہونے پر آپؓ مقدمہ تو جیت گئے مگر جائیداد واپس آپؓ کو نہ مل سکی۔

ایک روز آپؓ کو اطلاع ملی کہ آپؓ کا فوجی افسر کلنٹن گجرات آیا ہوا ہے۔ آپؓ اس سے ملنے اس کے دفتر گئے۔ دفتر کے باہر گارڈ نے آپؓ کو روکا۔ آپؓ نے اسے کہا مجھے اپنے افسر سے ملنا ہے۔ وہ انکار کرتا رہا۔ انگریز افسر نے آپؓ کی آواز سُنی تو وہ فوراً باہر آیا اور گارڈ کو غصّے ہوا اور کہا۔ عطاء اللہ!، اندر آجاؤ۔ تمہارا کیا حال ہے؟ بچے کیسے ہیں؟ کیا کرتے ہو؟ آپؓ نے بتایا۔ نوکری جہاں بھی ملتی ہے کر لیتا ہوں مگر ایک دو ماہ میں لوگوں کو پتہ چل جاتا ہے کہ میں احمدی ہوں تو مجھے نکال دیتے ہیں۔ اس نے آپؓ کو کہا: فکر نہ کروں میں تمہاری پنشن لگاتا ہوں۔ 65 روپے کی پنشن لگا دی جو اس زمانے کے لحاظ سے بہت بڑی رقم تھی۔ آپؓ بڑے خوش گھر آئے اور اپنی اہلیہ کو کہا۔ سلمٰی! خدا کا فضل آگیا ہے۔ پھر اتنے پیسے آتے تھے کہ آپؓ کی اہلیہ سودا لینے جاتی اور پھر بھی پیسے بچ جاتے تھے۔

صِلہ رحمی

فوج کی ملازمت کے دوران آپؓ بیمار ہوگئے اور آپؓ کی بیماری میں گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ آخر آپؓ کی طبیعت بہت خراب ہوگئی۔ ایک روز آپؓ نے اپنی اہلیہ سے فرمایا: سلمٰی، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک سفید کپڑوں والا فرشتہ مجھے لینے آیا ہے۔ آپؓ کو اندازہ ہوگیا تھا کہ وفات کا وقت قریب ہے۔ آپؓ نے اپنی بہن اور بہنوئی جنہوں نے دھوکے سے آپؓ کی جائیداد پر قبضہ کر لیا تھا ان کو اپنی زندگی میں ہی معاف کرنا چاہا۔ آپؓ نے اس خیال کا اظہار اپنی اہلیہ سے کیا اور کہا کہ۔ سلمٰی! تم مجھ سے ناراض نہ ہونا میں نے اپنی بہن کو ایک چٹھی لکھنی ہے کہ آکر مجھے ملو تاکہ میں اپنی زندگی میں ہی تمہیں معاف کر دوں اور خدا تعالیٰ مجھ سے تمہارے بارے میں نہ پوچھے۔ بہن نے جواباً آپؓ کو دعائیں لکھیں اور کہا۔ تمہاری مہربانی کہ تم نے مجھے معاف کر دیا۔ اور آکر ملاقات کی۔

وفات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ صحابی 26نومبر 1957ء بروز منگل صبح کے ساڑھے سات بجے اپنے مالکِ حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

خالدِ احمدیت حضرت ملک عبد الرحمان خادم صاحب (امیر جماعت گجرات) نے آپؓ کی وفات پر آپؓ کے بڑے بیٹے ملک بشارت ربّانی صاحب کو خط میں تحریر کیا۔

ملک عطاء اللہ صاحب کی وفات کا سن کر سخت صدمہ ہوا۔ وہ آپ کے ہی والد نہیں تھے، میرے بھی تھے۔ مجھے افسوس ہے کہ اگر میں ہسپتال میں نہ ہوتا تو خود آتا اور نمازِ جنازہ پڑھاتا۔ آج ایک بہت دینی اور دنیوی علم رکھنے والی ہستی وفات پا گئی ہے"۔ نیز فرمایا "ملک عطاء اللہ صاحب احمدیت کی ننگی تلوار تھے"۔ آپؓ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپؓ کا جسدِ خاکی ربوہ لے جایا گیا جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؓ کا نمازِ جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں آپؓ کی تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپؓ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور آپؓ کی نیکیاں آپؓ کی نسلوں میں ہمیشہ جاری فرمائے۔ آمین۔

بقیہ: دربارِ خلافت ...... از صفحہ 2

بقیہ: دربارِ خلافت ...... از صفحہ 2

صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے اُنہیں کہا کہ مایوسی گناہ ہے۔ ہم تو ایسے امام کو ماننے والے ہیں جس کا دعویٰ ہے کہ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس نسخے کو آزما کر دیکھو اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔ تم بھی دعا کرو مَیں بھی دعا کرتا ہوں، ہم سب مل کے دعا کرتے ہیں تو بچے کے والد حفیسو صاحب کہتے ہیں کہ مَیں سجدے میں پڑ گیا، معلم صاحب کی یہ بات سننے کے بعد اور واسطے دینے لگ گیا کہ اے اللہ! اس علاقہ میں باقی تو کسی نے تیرے امام کو قبول نہیں کیا صرف میں ہی ہوں اکیلا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کیا ہے اور تیرا امام ضرور سچا ہے۔ مَیں تجھے اس کی سچائی کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے میرا بچہ دے دے۔ کہتے ہیں کہ مَیں کافی دیر دعا میں روتا رہا اور اپنے ربّ سے بچے کی واپسی کی دعا کرتا رہا۔ دعا ختم کرنے کے بعد مَیں اُس راستے سے گھر لوٹ رہا تھا کہ جہاں سے بچہ گم ہوا تھا، ابھی راستے میں ہی تھا کہ اچانک جنگل سے میرا بیٹا مجھے نظر آگیا۔ تو کہتے ہیں کہ میرے لئے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت کا زندہ معجزہ تھا جو خدا تعالیٰ نے مجھے دکھایا۔

پھر امیر صاحب نائیجر بیان کرتے ہیں کہ یہاں ایک دوست محمد ثالث بینک میں ملازم ہیں۔ احمدیہ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آتے تھے۔ (مسلمان تھے، نماز پڑھنے آتے تھے،، ابھی تک بیعت نہیں کی تھی)۔ ایک روز انہوں نے بیعت کرلی۔ اُن کے بینک کے افسران اور ساتھی اُنہیں تنگ کرنے لگ گئے کہ جماعت نے اُنہیں کوئی پیسے دیئے ہیں جس کی وجہ سے وہ احمدی ہوئے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اُنہیں اس بات کا بڑا دُکھ ہوا کہ یہ لوگ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں کہ میں پیسے لے کر احمدی ہوا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ اُس رات مَیں نے جماعت کی سچائی کے حوالے سے بہت دعا کی کہ اے اللہ! تُو خود میری رہنمائی فرما۔ بظاہر تو یہ جماعت اسلام کی خدمت میں سب سے آگے ہے مگر اندر کی بات تو مجھے سمجھا دے۔ مَیں تو ظاہری بات کو دیکھ کر بات کر رہا ہوں۔ تو وہ کہتے ہیں کہ رات مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا اجتماع ہے، جہاں تک نظر جاتی ہے لوگ ہی لوگ نظر آرہے ہیں اور سب سے سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور سٹیج پر اُنہوں نے مجھے دیکھا (لکھ رہے ہیں، اپنے امیر صاحب کو) خلیفۃ المسیح الخامس کو دیکھا، سٹیج پر میں کھڑا ہوں اور کہتے ہیں آپ نے بھی سفید کپڑے زیب تن کئے ہوئے ہیں اور اونچی آواز میں آپ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دہرا رہے ہیں اور لوگ بھی آپ کے ساتھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ دہرا رہے ہیں اور ایک عجیب سرور کی سی کیفیت ہے۔ محمد صالح صاحب کہتے ہیں کہ ایسی حالت میں میری آنکھ کھل گئی اور میری زبان پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ جاری تھا۔ اس پر یہ بات میرے دل میں میخ کی طرح گڑھ گئی کہ اس دور میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو عطا فرمائی ہوئی ہے۔ اس خواب کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے مجھے تسلی دلائی کہ میرا جماعت میں شامل ہونے کا فیصلہ درست ہے لہٰذا اب مجھے کسی کی کوئی پرواہ نہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مَیں ایمان میں مزید پختہ ہوگیا ہوں۔ تو یہ تھے چند واقعات جو مَیں نے بیان کئے۔ کس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگ بیعت کر کے ایمان میں پختگی حاصل کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی اُن کو بعض نظارے ایسے دکھاتا ہے جن سے مزید ایمان میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"سوچ کر دیکھو کہ تیرہ سو برس میں ایسا زمانہ منہاجِ نبوت کا اور کس نے پایا؟ وہ خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تازہ بتازہ تائیدات سے نور اور یقین پاتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے پایا۔ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دلآزاری اور بدزبانی اور قطع رحم وغیرہ کا صدمہ اُٹھا رہے ہیں جیسا کہ صحابہ نے اُٹھا۔ وہ خدا کے کھلے کھلے نشانوں اور آسمانی مددوں اور حکمت کی تعلیم سے پاک زندگی حاصل کرتے جاتے ہیں۔ نماز میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں۔ بہتیرے ان میں سے ایسے ہیں جنہیں سچی خوابیں آتی ہیں۔ بعضوں کو الہام ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایسے لوگ کئی پاؤ گے کہ جو موت کو یاد رکھتے اور دلوں کے نرم اور سچے تقویٰ پر قدم مار رہے ہیں۔ وہ خدا کا گروہ ہے جن کو خدا آپ سنبھال رہا ہے اور دن بدن اُن کے دلوں کو پاک کر رہا ہے۔ اور اُن کے سینوں کو ایمانی حکمتوں سے بھر رہا ہے اور آسمانی نشانوں سے اُن کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ جیسا کہ صحابہ کو کھینچتا تھا۔ غرض اس جماعت میں وہ ساری علامتیں پائی جاتی ہیں جو اٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ (الجمعۃ: 4) کے لفظ سے مفہوم ہو رہی ہیں اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ ایک دن پورا ہوتا۔"

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد نمبر 14 صفحہ 306-307)

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ایمان و ایقان میں ترقی و مضبوطی پیدا فرمائے۔ ہمارا خالص تعلق اپنے پیدا کرنے والے خدا سے بڑھتا چلا جائے اور کبھی ہمارے ایمان میں لغزش نہ آئے۔

(خطبہ جمعہ 2/ ستمبر 2011ء)

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ اُردو سیکھیں

سبق نمبر 6

ہمارا آج کا سبق اردو زبان کے اعراب کے متعلق ہے۔ اعراب وہ مخصوص اشارے اور علامتیں ہیں جو حروف کی آوازوں کا تعین کرتی ہیں۔ یہ علامتیں بتاتی ہیں کہ کس حرف کی آواز کو گول کرنا ہے کسے نیچے کی جانب کھینچنا ہے اور کس حرف کو کس حرف سے جوڑنا ہے۔ پھر وہ یہ تعین بھی کرتی ہیں کہ کیا حرف متحرک ہے یا ساکن۔ بظاہر ایسا لگتا ہے جیسے یہ ایک مشکل معاملہ ہے تاہم عملی طور پر اسے سمجھنا سادہ اور سہل ہے۔ دورِ جدید میں اردو لکھتے وقت اعراب کا استعمال کم ہی ہوتا ہے جیسا کہ آپ اس تحریر کو دیکھ سکتے ہیں جو آپ اس وقت پڑھ رہے ہیں۔ مگر ان علامتوں کا سمجھنا اردو سیکھنے والوں کے لیے انتہائی اہم ہے۔ اعراب کا درست استعمال اردو کا صحیح تلفظ سیکھنے کے لیے ضروری ہے۔ اسی طرح ضمیروں کے درست استعمال اور رموز و اوقاف سمجھنے کے لیے بھی اعراب کا علم بہت ضروری ہے۔

زبر َ

اسے عربی میں فتح کہتے ہیں یعنی کھولنا اور اردو میں اسے زبر کہتے ہیں جس کے معنی ہیں اوپر۔ یہ علامت حروف کے اوپر آتی ہے اور اس آواز کو لمبا کرنے سے الف کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ زبر کا استعمال اردو میں کثرت سے ہوتا ہے جیسے اَن کہی (جو بات پہلے کہی نہ گئی ہو)، اَن دیکھی (جو چیز پہلے دیکھی نہ ہو، عجیب و غریب، اور بعض اوقات اس کا مطلب ہوتا ہے نظر انداز کر دینا یعنی دیکھ بھی لینا مگر ان دیکھا کر دینا گویا دیکھا ہی نہیں)، اَنہونی (غیر معمولی بات، حادثہ، غیر متوقع بات)، اَن سنی (جو پہلے نہ سنی ہو، یا سن کر نظر انداز کر دینا)، اَنمول (بیش قیمت، قیمتی نایاب) ایسے الفاظ ہیں جن کو اگر زبر کی بجائے زیر یا پیش کے ساتھ استعمال کیا جائے تو یہ الفاظ بے معنی ہو جائیں گے۔

زیر ِ

اس علامت کو عربی میں کسرہ کہتے ہیں جبکہ اردو میں اسے زیر کہا جاتا ہے جس کے معنی ہیں نیچے۔ اس کو زیر اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی آواز ی کی سی ہوتی ہے مگر زیر جب اکیلا ہو تو اس کی آواز ہلکے درجے کی ہوگی۔ زیر جب ی کے ساتھ آئے تو دو طرح کی آواز پیدا کرتی ہے ایک کم دورانیے کی اور دوسری طویل۔ جیسے شیر (جانور) اور شِیر (دودھ) اسی طرح بیر (پھل) اور کِھیر (دودھ چاول کا میٹھا)

ایک بات قابل غور ہے فارسی زبان کے بعض الفاظ جو فارسی میں ایک جیسا تلفظ رکھتے ہیں مگر اردو دان ان کا تلفظ مختلف طور پر کرتے ہیں اور یہ زبانوں کا اپنا اسلوب ہے۔ جیسے جاوید، جمشید، کو زیادہ نیچے کھینچ کر نہیں بولا جاتا مگر دید، نوید، خورشید کو ی اور زیر کے ایک ساتھ استعمال کی طرح باریک آواز کے ساتھ نیچے کھینچا جاتا ہے۔ گو تحریر میں اعراب کا زیادہ استعمال نہیں کیا جاتا تاہم گفتگو میں اعراب کے مطابق تلفظ ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ جیسے بارِش کو بارَش، عابِد کو عابَد وغیرہ کہنے سے انسان سننے والوں کی نگاہ میں غیر تعلیم یافتہ تصور کیا جائے گا۔

پیش ُ

اسے عربی میں ضمہ کہتے ہیں جس کے معنی ہیں ملانا۔ اردو میں اسے پیش یعنی سامنے یا آگے کہا جاتا ہے۔ یہ جب حرف کے اوپر اکیلا آتا ہے تو ہلکی واؤ کی آواز دیتا ہے جیسے مُڑنا مگر جب واؤ کے ساتھ آئے تو یہ آواز کو بڑھاتا ہے اور واضح کرتا ہے جیسے موڑنا۔ مگر جب یہ واؤ کے ساتھ بھی آتا ہے تو دو قسم کی آوازیں دیتا ہے جسے نُور، دُور، چُور (زخموں سے چُور، تھکن سے چُور) عربی زبان جیسی آوازیں ہیں

Noor, door, choor

مگر شور (شور کرنا)، چور (چوری کرنے والا) قدرے پھیلی ہوئی خالص اردو آوازیں ہیں۔

باآواز بلند تقریر، یا خطاب کرتے ہوئے اگر اعراب کا خیال نہ رکھا جائے تو بات کا مفہوم ہی مبہم ہو سکتا ہے جیسے اگر کہنا ہو کہ اُس نے یہ تجویز دی اور کہہ دیا جائے کہ اِس نے یہ تجویز دی تو تجویز دینے والا ہی تبدیل ہو سکتا ہے یا کم از کم سننے والوں کے لیے یہ بہت الجھن پیدا کر سکتا ہے کہ تجویز کس نے دی۔

جزم یا سکون

اگر کسی حرف پر زیر، زبر، پیش میں سے کوئی حرکت نہ ہو تو وہ ساکن ہوتا ہے جسے جزم بھی کہتے ہیں جیسے جسم، کی س اور میم ساکن ہیں یعنی یہ جَسَم نہیں ہے بلکہ جِسْم ہے گوشْت کی ش اور ت ساکن ہیں۔ مَوسِم کی میم ساکن ہے۔

مد

قرآن کریم ناظرہ پڑھنے والے جانتے ہیں کہ مد الف کی آواز کو طوالت دینے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ جیسے 'اَب' جس کا مطلب ابھی ہے کہ الف پر مد ڈال دیں تو یہ 'آب' بن جائے گا اور اس کا مطلب ہوگا پانی۔ اسی طرح آم، آس، آگ وغیرہ مد کی مثالیں ہیں۔

ہمزہ

ء (ہمزہ) "ی" کے ساتھ مل کر وہی کام دیتا ہے جو مد الف کے ساتھ دیتی ہے۔ جب مقصد "ی" کی آواز کو دگنا کرنا ہو تو ہمزہ چھوٹی "ی" کے ساتھ استعمال ہوتا ہے جیسے گئی، تئیں وغیرہ یہ تئیں لفظ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات میں کثرت سے ملتا ہے جیسے اپنے تئیں یعنی اپنے طور پہ یا اپنے آپ کو۔ پھر ہمزہ "و" کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے جیسے پاؤں، گاؤں، ملاؤ، دکھاؤ وغیرہ

اعراب کی مزید وضاحت اگلے سبق میں جاری رہے گی

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

"ہزاروں خطوط (خط کی جمع) میرے پاس آتے ہیں جن میں ظاہری بیماریوں (جسمانی بیماریوں) کے ہاتھ سے نالاں (پریشان) لوگوں نے جو جو اضطراب (گھبراہٹ، مایوسی، اداسی) ظاہر کیا ہے میں اسے دیکھتا ہوں لیکن مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ وہ ظاہری بیماریوں کے لئے تو اس قدر گھبراہٹ ظاہر کرتے ہیں مگر باطنی (روحانی، اخلاقی) اور اندرونی بیماریوں (بدعادات، برے اخلاق جو فطرتِ ثانیہ بن گئے ہوں) کے لئے انہیں کوئی تڑپ (فکرِ علاج) نہیں۔ باطنی بیماریاں کیا ہوتی ہیں؟ یہی بدظنی (خود سے اندازہ لگانا کہ دوسرے میں یہ برائی ہوگی جبکہ ایسا اکثر نہیں ہوتا)، منصوبہ بازی (سازش کرنا، منفی سیاست کرنا)، تکبر، دوسرے کی تحقیر (کمتر سمجھنا)، غیبت (کسی کی غیر موجودگی میں اس کے لیے منفی گفتگو کرنا) اور اس قسم کی بدذاتیاں (بری حرکتیں) اور شرارتیں، شرک، ماموروں کا انکار وغیرہ۔ ان امراض کا وہ کچھ بھی فکر نہیں کرتے اور معالج (طبیب، ہادی، استاد، امام) کی تلاش نہیں ہوتی۔ میں جب ان بیماریوں کے خطوط پڑھتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ کیوں یہ اپنے روحانی امراض کا فکر نہیں کرتے۔"

(خطبات نور جلد 1 خطبہ نمبر 20 صفحہ 231)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

کہلانے والوں نے ایک اخبار کے دفتر پر حملہ کر کے جو بارہ آدمیوں کو مار دیا اس کے بارے میں گزشتہ جمعہ میں مختصر ذکر کر کے مَیں نے احمدیوں کو، افرادِ جماعت کو درود پڑھنے کی طرف توجہ دلائی تھی کہ قتل و غارت گری سے اسلام کی فتح نہیں ہوگی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں گے۔ نیز اس فکر کا بھی مَیں نے اظہار کیا تھا کہ اس حملے کے بدلے میں غلط ردّ عمل دکھایا جا سکتا ہے یا دکھایا جائے گا اور یہی ان لوگوں سے امید کی جا سکتی تھی۔ غلط ردّ عمل دکھا کر ان لوگوں نے بھی دوبارہ خاکے شائع کئے جو پھر ہمارے لئے مزید تکلیف کا باعث بنے اور ہر حقیقی مسلمان کے لئے تکلیف کا باعث بننے چاہئے تھے۔ اس دہشتگردی کا کیا فائدہ ہوا۔ دو تین سال پہلے جو ان اخبار والوں نے حرکت کی اور جو دب گئی تھی اس غلط حرکت کو پھر مسلمان کہلانے والوں کے غلط عمل نے ہوا دے دی۔ جو کچھ یہ اخبار پہلے کرتا رہا اس پر مغربی دنیا کے بہت سے لیڈرز نے سخت ردّ عمل دکھایا۔ اس کو سختی سے ردّ کیا اور کئی حکومتوں نے کہا کہ ہم کبھی اپنے اخباروں کو اجازت نہیں دیں گے۔ لیکن گزشتہ ہفتے کے واقعہ کے بعد بہت سے بظاہر عقل رکھنے والے اور ذمہ دار لوگوں نے اور لیڈروں نے اس بیہودہ اخبار کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ اور مختلف جگہوں سے انہیں کئی ملینز (millions) ڈالر کی امداد ملنی شروع ہو گئی۔ اس اخبار کی اشاعت جو صرف ساٹھ ہزار تھی اور کہا جا رہا تھا کہ شاید یہ اپنی موت آپ مرنے والا ہے، بالکل ختم ہونے والا ہے اور ختم ہو جائے گا۔ مسلمان کہلانے والوں کے غلط عمل نے ایک دن کے اندر اندر، ایک ہفتے کے اندر اندر اس کی اشاعت کو پانچ ملین سے اوپر پہنچا دیا۔ اور اب بعض اندازے لگانے والے یہ کہتے ہیں کہ شاید اس اخبار کو دس بارہ سال اور مل گئے ہیں جو شاید چھ مہینے بھی نہ چلتا۔

(خطبہ جمعہ 16 جنوری 2015ء)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

الفضل اشاعت نمبر پر ایڈیٹر کے نام ڈاک

* مکرم خالد محمود شرما۔ کینیڈا سے تحریر کرتے ہیں۔
الفضل اشاعت نمبر شائع کرنے پر آپ کو اور الفضل کے تمام کارکنان کو بہت مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے۔ الفضل کا روحانی اور علمی مائدہ ہم سب کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہے۔ الفضل کی تاریخ اداریہ میں پڑھی اس سے الفضل اخبار کی قدر و قیمت کا احساس مزید واضح ہو گیا ہے۔ خاکسار الفضل کے لنک سب کو شئر کرتا رہتا ہے۔ اس کی بھر پور پیمانے پر تشہیر کریں گے ان شاء اللہ العزیز۔

* مکرم ناصر الدین ۔ کینیڈا سے لکھتے ہیں :
زبردست الفضل نمبر ہے ۔ خاص طور پر امتہ الباری صاحبہ کی نظم ۔

* مکرم ڈاکٹر ساجد احمد ۔ کینیڈا سے تحریر کرتے ہیں ۔
بہت اچھا شمارہ ہے ۔ خاص طور پر آپ کا معلوماتی اداریہ۔
بہت بہت مبارک ہو ۔ اللّٰھم زد فزد

* مکرمہ در ثمین احمد آصف ۔ جرمنی سے تحریر کرتیں ہیں ۔
الفضل کے یوم تاسیس کے موقع پر آپ کو اور آپ کی تمام ٹیم کو مبارکباد پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اخبار کو مزید ترقیات سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

* مکرمہ نمود سحر ۔ لندن سے تحریر کرتیں ہیں ۔
آج الفضل اشاعت نمبر پڑھ کر ایمان تازہ ہو گیا ہے۔ ایسا لذیذ مائدہ تیار کرنے پر تمام ممبران مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اس شمارہ سے الفضل کی دل میں قدر بڑھی۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

ایک ضروری وضاحت

محترم شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب قادیان نے توجہ دلائی ہے کہ مورخہ 17؍جون 2021ء بروز جمعرات کے روزنامہ الفضل لندن، آن لائن ایڈیشن میں حضرت سید رسول بخش صاحب کا ذکر خیر شائع ہوا ہے۔ گو کہ اس مضمون میں یہ واضح ذکر موجود ہے کہ آپ نے حضرت اقدسؑ کی زندگی میں بیعت کر لی تھی لیکن قادیان حاضر نہ ہو سکے اور حضرت اقدسؑ کی زیارت نہ کر سکے، پس اس لحاظ سے صحابی ہونے کا شرف نہ پا سکے، لیکن چونکہ یہ ذکر خیر تعارف صحابہ کے تحت شائع ہوا ہے لہٰذا یہ مغالطہ لگنے کا امکان ہے کہ آپ کو بھی صحابی سمجھا جائے۔ اڈیشہ کے کل بارہ اصحاب تھے جنھوں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی زیارت کا شرف پایا اور حضرت سید رسول بخش صاحب کا نام اُن میں شامل نہیں ہاں آپ اڈیشہ کے السابقون الاوّلون میں سے ہیں۔

مزید یہ کہ سید رسول بخش صاحب کے ایک دوسرے بھائی سید غلام بخش صاحب نے بھی اس دور میں بیعت کی تھی۔ سید رسول بخش صاحب کے ایک بیٹے مکرم سید کریم بخش صاحب تھے جن کے بیٹے مکرم ڈاکٹر سید سعید صاحب قادیان میں موجود ہیں اور ہومیوپیتھی ڈپارٹمنٹ قادیان کے ہیڈ ہیں۔

درخواست دُعا

ڈاکٹر نصیر احمد طاہر نیوپورٹ ساؤتھ (ویلز سیکریٹری تبلیغ) اعلان بھجواتے ہیں کہ:
مکرم حافظ عامر شہزاد صاحب سیکریٹری تعلیم القرآن، جماعت نیوپورٹ ساؤتھ ویلز یوکے، کچھ دن پہلے کولہے کی ہڈی کے فریکچر کی وجہ سے ہسپتال میں ہیں۔ ڈاکٹر سمجھ نہیں پا رہے۔ (حافظ صاحب پہلے ہی وہیل چیئر پہ ہیں) احباب جماعت عالمگیر سے درد دل سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ سب بیماروں کو شفاء دے۔ آمین۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

نماز کے بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے کی حکمت حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ، جب انسان کسی اور جگہ سے آتا ہے تو شریعت نے حکم دیا ہے کہ وہ آکر السلام علیکم کہے...جب ایک شخص نے نماز کا عقد باندھا اور اللہ اکبر کہا تو وہ گویا اس عالم سے نکل گیا اور ایک نئے جہاں میں جا داخل ہوا۔ گویا ایک محویت میں جا پہنچا پھر جب وہاں سے واپس آیا تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر آن پہنچا۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 43)

24جون 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:12	19:06
مدینہ منورہ	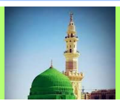	04:03	19:14
قادیان		03:44	19:38
ربوہ		03:24	19:17
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:19	21:23